

اسی وجہ سے لوگ انہیں بلوز کہتے ہیں

لورنڈا کیز لونگ



اوپر: آر تھو فلاورس (بائیں) مجسٹس سائز اینڈریو لوگن اور ایشین ہیریٹیج فاؤنڈیشن کے چیئرمین راجیو سینھی سے ادبی میلے کے بعد نئی دہلی میں ریو ایس ڈیہلی چیف آف مشن اسٹیو جے۔ واٹس کی رہائش گاہ پر استقبالی تقریب میں تبادلہ خیال کرتے ہوئے۔ بائیں: فلاورس فروری میں منعقدہ جے پور ادبی میلے میں کہانیاں سناتے ہوئے۔

ان کے بال کالے اور لمبے ہیں۔ عینک کے بڑے بڑے شیشے کھسک کر ان کی ناک کی نوک پر آ رہے ہیں۔ اس عالم میں آخر فلاورس اسٹیج پر آتے ہیں۔ اور ڈریسنگ مکمل کرتے ہیں۔ انہوں نے نیلی جنس پہن رکھی ہے۔ اپنی ناگوں پر وہ ایک ڈور میں بندھے ہوئے گھٹکرہ لپیٹ لیتے ہیں۔ ویسے ہی کچھ گھٹکرہ وہ اپنے نچھے پر باندھ لیتے ہیں۔ اپنی گانوں پر وہ ایک کڑے باندھے ہیں۔ سیاہ شرٹ اور سیاہ سوٹ جیکٹ میں وہ اپنی گردن پر بیچ کے دانوں، کچھ اور گنڈا کے بارڈ ایلے رہتے ہیں۔ وہ نیل پر تو نیلیاں، کچھ تکیے کے دانوں کی تھیلی اور گھونگھے رکھ دیتے ہیں، اس کے بعد اپنی ہارمونیکا پر ایک جمن بجائے کیلئے اگلیوں کو حرکت دیتے ہیں اور اپنے لپ لپ ٹاپ کے سامنے لگے ہوئے مائکروفون کو پھپکتے ہیں۔

انگریزی کا کیا استاد اور ناول نویس اب پھردینے کو تیار ہے۔

”میں آج شام بلوز کے بارے میں بات کرنے جا رہا ہوں“ فلاورس جنس میں جنس کے رہنے والے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ اپنے شہر میں پرورش پا کر بڑے ہو گئے لیکن انہیں اس کا قطعی علم نہیں ہوا کہ ان کا آبائی قبیلہ جس افریقی اثرات کے تحت فروغ پانے والی امریکی موسیقی کیلئے جانا جاتا ہے اس موسیقی کے بارے میں وہ کچھ بھی نہیں جانتے۔ فلاورس کو نیو یارک پینٹن کے بعد اپنی موسیقی اور ثقافت کی افریقی اور امریکی روایتوں کا علم ہوا۔ وہ اسٹیج پر ایک لٹم پیش کر رہے تھے۔ اس کے دوران کسی نے ان کو جنس بلوز زمین کے نام سے پکارا۔ اس کے بعد ہی انہوں نے اپنے ورثے کی تحقیق کی ابتدا کی اور اپنی قبیلہ گونئی اور ادنی تھیروں میں موسیقی کو بھی شامل کرنا شروع کر دیا۔ وہ نیو یارک اسٹیٹ یونیورسٹی میں انگریزی کے پروفیسر تھے۔ اب وہ نیو یارک کی ساریا کیوز یونیورسٹی میں ادب اور لکھنے کے فن کی تدریس سے وابستہ ہیں۔ ان کے ناول انارڈر گنڈا لیونگ بلوز، ڈی موجود بلوز ان کی موسیقی کی روایت سے مطابقت کرتے ہیں۔ وہ چاہے کوئی داستان محبت بنا رہے ہوں یا اپنی طرح کے جنگ ویتام لڈ کر آنے والے سابق فوجیوں کی امریکی معاشرے میں دوبارہ شمولیت کی تکمیل کو یاد کر رہے ہوں، اپنی روایت سے جدا نہیں ہوتے۔

سبے پورا ادبی میلے کے بعد فروری میں نئی دہلی کے امریکن سینٹر میں سامعین سے خطاب کرتے ہوئے فلاورس نے کہا کہ ”افریقی امریکی گچر میں زبانی روایت کے اس قدر طاقت ور ہونے کا سبب یہ ہے کہ جب افریقیوں کو امریکہ میں لایا گیا تو مسیو یہ بند طریقے سے ان سے ان کا گچر چھین لیا گیا تاکہ وہ بہتر غلام بن سکیں۔“ انہوں نے کہا ”ان غلاموں کے پاس جو کچھ بچ گیا وہ اسے اپنی زبانی روایتوں کے ذریعے بڑھانے کے اہل رہ گئے۔“ بعض جنوبی ریاستوں میں ”سیاہ فاموں کو پڑھنے، لکھنے کی اجازت دینے کا قانون تھا لیکن ان سے ان کی روایتیں چھین لینا لفظ کے صحیح معنوں میں قانون کے خلاف تھا۔“ انہوں نے کہا کہ اپنی ثقافت کو زندہ رکھنے اور انتہائی معاندانہ حالات میں خود بھی زندہ رہنے کیلئے زبانی روایت کو استعمال کیا گیا۔

فلاورس نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ بعد میں ”عظیم ترک وطن کے وقت، ۲۰۰۰ ویں صدی کے آغاز میں، جب سیاہ فام لوگ جنوبی امریکہ کے کھیتوں سے باہر نکل کر شہروں میں آ گئے، وہیں غلام کے بجائے شہری بن گئے تو ان کی اسی زبانی قصہ گوئی کی روایت نے فن کی صورت اختیار کر لی۔ ان کی لوگ کہانیاں ادب بن گئیں۔ اور ان کی بلوز موسیقی جاز بن گئی۔“

وہ اپنے لپ لپ ٹاپ پر پلے ٹن کو کلک کرتے ہیں۔ اور زمانہ قدیم میں جنوبی امریکہ کے کسی کھیت میں دور سے اپنے شریک مزدور کو آواز دینے کے سے انداز میں ایک آواز بلند کرتے ہیں جو آواز جیسا نہیں ہے لیکن پر اثر ہے۔ اس آواز کی خوبصورتی اور رقت سے ہماری سانسیں تھمی کی تھمی رہ جاتی ہیں۔ اس کے بعد جی ہنڈرکس! کیا یہ اسی مقام سے گیارہ پر دھیرے دھیرے م ہوتی ہوئی رونے کی آواز ہے۔

”ہر ایک کی زندگی میں کچھ مشکلیں آتی ہیں۔ کچھ برساتیں ہوتی ہیں۔ کیا صرف آفت و مصیبت میں تم ہمیشہ اپنی اصل طاقت کا اندازہ کرو گے۔ جب مشکل وقت آتا ہے ہم حالات کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ہم پاتے ہیں کہ کوئی دوسرا نہیں جیت سکتا۔ ضعیف بلوز ڈاکٹر کا کہنا یاد رکھو، مشکلیں ہمیشہ نہیں رہتی۔“

—آر تھو فلاورس، نئی دہلی، فروری ۲۰۰۹

اس کے بعد جنوبی افریقہ کا ایک مذہبی عیسائی نغمہ شروع ہوا جاتا ہے۔ اسے ایک افریقی امریکی چرچ کا طائفہ پیش کرتا ہے۔ اس کے بعد ایک سیاہ فام جنوبی عیسائی مبلغ مارٹن لو تھرنگک جو نیوز کے الفاظ کی لے اچھرتی ہے۔ یہ لو نیوز یا بلوز زمین کرس تھومس کنگ کا ہیپ ہو پ ہے۔ یہ وہی قدیم زیروم اور دل کو چھو لینے والا لہجہ ہے جو مختلف تہذیبوں، زمانوں، علاقوں اور جڑ بات کی شدتیں جھیلنے کے باوجود اپنا وجود برقرار رکھے ہوئے ہے۔ فلاورس کا کہنا ہے کہ یہی بلوز ہیں۔

فلاورس کا کہنا ہے کہ یہ کھیت میں مزدور کا ہانکا ایک دوسرے کے ساتھ الفاظ کا استعمال کئے بغیر اپنی بات پہنچانے کیلئے غلام استعمال کیا کرتے تھے۔ اور یہ جانتے تھے کہ ان کا احساس کیا ہے۔ ہر ہانکے کی ایک الگ آواز ہوا کرتی تھی اور اس کی فنائیت بھی فطری ہوتی تھی۔ دوسری طرف کھیت میں موجود کوئی دوست اپنے موسیقیت سے بھرے ہوئے ہانکے سے اس کا جواب دیتا تھا۔ یہی آواز اور جوانی آواز کا اسلوب افریقی موسیقی کا جز ہے۔ اور یہی جنوبی امریکہ کے گوسپل اور راک اینڈ رول کی بھی بنیاد ہے۔

رقت آمیز آواز اور اس سے ظاہر ہونے والی مایوسی بالکل ابتدائی بلوز موسیقی میں تبدیل ہو گئی۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو لفظ بلوز سنتے ہی ایک غمگین اور اندر دہ موسیقی کا تصور کرنے لگتے ہیں، لیکن فلاورس کا کہنا ہے کہ بلوز زندگی کی شدتوں اور آوازوں پر کھڑا کرنے کی کوشش کا نام ہے۔ بلوز موسیقی کچھ اس طرح سے کام کرتی ہے کہ آپ کو ایک خراب احساس ہوتا ہے لیکن زندگی میں کبھی کبھی خراب احساس ہونا بھی چاہئے۔ اسی لئے آپ اس کی بات کرتے ہیں۔ میری مشکل یہ ہے کہ میں بلوز ہوں، لیکن میں ہمیشہ بلونٹیں رہوں گا۔ انہوں نے کہا کہ ”سورج کو کسی دن میرے دروازے پر بھی چمکانا

ہوگا۔ میں بلو ہو سکتا ہوں لیکن میں ہمیشہ بلونٹیں رہوں گا اور دوسری بات جو آپ کو معلوم ہونی چاہئے وہ یہ ہے کہ آپ اس کے بارے میں قطعی برائیاں سوچیں گے۔“ بعد ازاں انہوں نے امریکہ کے عظیم بلوز گلوکاروں میں سے ایک ڈینا واشنگٹن کی موسیقی پیش کی۔ واشنگٹن کی موسیقی کے ساتھ بلوز موسیقی کا کلاسیکی آغاز ہوا تھا۔ اس نغمہ کے بول آئی ڈونٹ ہرٹ اپنی موز سے شروع ہوتے ہیں۔ ڈینا کی آواز میں، ان کے نعمات میں ترحیب اور لہجے میں ایک طرح کی تبدیلی آئی جس سے کھیتوں کا ہانکا چیزوں کے بہتر ہونے کی علامت میں تبدیل ہونے لگا۔ اس تبدیلی میں رجائیت کو آسانی سے سنا جاسکتا ہے۔

فلاورس نے کہا کہ بلوز فن کی ایک صنف سے زیادہ ہیں، موسیقی سے بھی زیادہ۔ یہ ایسے ثقافتی آلات ہیں جو آواز، مائٹوں اور ارتقا کی افریقی امریکی روایت سے بندھے ہوئے ہیں۔ جس وقت ثقافت کو نااہل قرار دے کر مسترد کیا گیا اس وقت بلوز نے ہمارا ساتھ دیا اور ان دشوار زمانوں میں ہماری مدد کی۔

فلاورس تیسریں ساں رائٹس گلڈ کے بانی ہیں۔ یہ نصف صدی پرانی تنظیم ہرلم رائٹس گلڈ سے ٹوٹ کر نکلی ہوئی ایک انجمن ہے۔ ہرلم تھیٹروں کے ذریعے اپنے تجربات بیان کرنے میں افریقی امریکی قلم کاروں کی مدد کرتی ہے۔ فلاورس کا کہنا ہے ہم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم دو ادبی روایتوں کے وارث ہیں۔ ایک تو مغربی تحریری روایت اور دوسرے صوتی افریقی روایت۔ اور ہر امید ہے کہ ان دونوں روایتوں کے امتزاج سے دونوں کی ارتقا میں مدد ملے گی۔

ان کا کہنا ہے کہ یہ قلم کار بہت سوچے سمجھے طریقے سے زبانی روایت اور اس کی موسیقی کی علامتوں کی بنیاد پر ایک منفرد افریقی امریکی ادبی زبان وضع کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔